

عید کے احکام و آداب

عید کے احکام و آداب

الحمد للہ رب العالمین والصلوة والسلام علی نبینا محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین۔

اما بعد :

عادتنا اور بار بار تکرار سے آنے والی ہر چیز کو عید کا نام دیا جاتا ہے، اور عید ایسے شعاریں جو ہر امت میں پائے جاتے رہے ہیں چاہے وہ اہل کتاب سے تعلق رکھتی ہوں یا پھر ان کا تعلق بت پرستی سے تھا یا اس کے علاوہ کسی اور سے تعلق رکھیں۔

اس لیے کہ عید منانا سب لوگوں کی شریعت اور طبیعت میں شامل ہے اور ان کے احساسات سے مرتبط ہوتی ہے لہذا سب لوگ یہ پسند کرتے ہیں کہ ان کے لیے کوئی نہ کوئی تہوار ہونا چاہیے جس میں وہ سب جمع ہو کر اپنی خوشی و فرحت اور سرور کا اظہار کریں۔

کفار امتوں کی عیدیں اور تہوار اس کے دنیاوی معاملات کے اعتبار سے منائی جاتی ہیں مثلاً سال نو کا تہوار یا پھر زراعت کا موسم شروع ہونے کا تہوار اور بیساکھی کا تہوار یا موسم بہار کا تہوار، یا کسی ملک کے قومی دن کا تہوار یا پھر کسی حکمران کا مسند اقدار پر براجمان ہونے کے دن کا تہوار اس کے علاوہ اور بھی بہت سارے تہوار منائے جاتے ہیں۔

اور اس کے ساتھ ساتھ ان کے کچھ دینی تہوار بھی ہوتے ہیں مثلاً یھود نصاریٰ کے خاص دینی تہوار مثلاً عیسائیوں کے تہواروں میں جمعرات کا تہوار شامل ہے جس کے بارہ میں ان کا خیال ہے کہ جمعرات کے دن عیسیٰ علیہ السلام پر ماندہ یعنی آسمان سے دسترخوان نازل کیا گیا تھا اور سال کے شروع میں کرسمس کا تہوار، اسی طرح شکر کا تہوار، عطاء کا تہوار، بلکہ اب تو عیسائی سب یورپی اور امریکی اور اس کے علاوہ دوسرے ممالک جن میں نصرانی نفوذ پایا جاتا ہے ان تہواروں کو مناتے ہیں اگرچہ بعض ممالک میں اصلاً نصرانیت تو نہیں لیکن اس کے باوجود کچھ ناعاقبت اندیش قسم کے کچھ مسلمان بھی جمالت یا پھر نفاق کی بنا پر ان تہواروں میں شامل ہوتے ہیں۔

اسی طرح مجوسیوں کے بھی کچھ خاص تہوار اور عیدیں ہیں مثلاً مہرجان اور نیروز وغیرہ کا تہوار مجوسیوں کا ہے۔

اور اسی طرح فرقہ باطنیہ کے بھی کچھ تہوار ہیں مثلاً عید الغدیر کا تہوار جس کے بارہ میں ان لوگوں کا خیال ہے کہ اس دن میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے بعد بارہ اماموں سے خلافت پر بیعت کی تھی۔

مسلمانوں کی عید میں دوسروں سے امتیاز :

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مسلمانوں کی ان دو عیدوں پر دلالت کرتا ہے اور مسلمانوں کی ان دو عیدوں کے علاوہ کوئی اور عید ہی نہیں :

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

(ہر قوم کی عید اور تہوار ہوتا ہے اور یہ ہماری عید اور تہوار ہے)۔

لہذا مسلمانوں کے لیے جائز اور حلال نہیں کہ وہ کفار اور مشرکوں سے ان کے تہواروں اور عیدوں میں مشابہت کریں نہ تو کھانے اور نہ ہی لباس میں اور نہ ہی آگ جلا کر اور عبادت کر کے ان کی مشابہت کرنا بھی جائز نہیں، اور اسی طرح ان کے تہواروں اور عیدوں میں بچوں کو کھیل کود کرنے بھی نہیں دینا چاہیے، اور نہ ہی زیب و زینت کا اظہار کیا جائے اور اسی طرح مسلمانوں کے بچوں کو کفار کے تہواروں اور عیدوں میں شریک ہونے کی اجازت بھی نہیں دینی چاہیے۔

ہر کفریہ اور بدعت والی عید اور تہوار حرام ہے مثلاً سال نو کا تہوار منانا، انقلاب کا تہوار، عید الشجرہ، عید الجلاء، سالگرہ منانا، ماں کا تہوار، مزدوروں کا تہوار، نیل کا تہوار، اساتذہ کا تہوار، اور عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ سب بدعات اور حرام ہیں۔

مسلمانوں کی صرف اور صرف دو عیدیں اور تہوار ہیں، عید الفطر اور عید الاضحی، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی یہی فرمان ہے:

انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ نبویہ تشریف لائے تو اہل مدینہ کے دو تہوار تھے جن میں وہ کھیل کود کرتے اور خوشی و راحت حاصل کرتے تھے، لہذا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا یہ دو دن کیسے ہیں؟

لوگوں نے جواب دیا کہ ہم دور جاہلیت میں ان دنوں میں کھیل کود کیا کرتے تھے، تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

یقیناً اللہ تعالیٰ نے تمہیں ان دو دنوں کے بدلے میں اچھے دن دیے ہیں عید الاضحی اور عید الفطر۔ سنن ابوداؤد حدیث نمبر (1134)۔

یہ دو دنوں عیدیں اللہ تعالیٰ کے شعار اور علامتوں میں سے جن کا اہتمام کرنا اور ان کے مقاصد کا ادراک اور ان کے معانی کو سمجھنا ضروری ہے۔

ذیل میں ہم شریعت اسلامیہ میں عیدین کے احکام اور اس کے آداب کا مختصر کا نوٹ پیش کرتے ہیں:

اول: عید کے احکام:

عید کا روزہ رکھنا:

عیدین کا روزہ رکھنا حرام ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دو دنوں میں روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے:

ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عید الفطر اور عید الاضحی کے دن کا روزہ رکھنے سے منع فرمایا۔

صحیح مسلم حدیث نمبر (827)۔

نماز عیدین کا حکم:

بعض علماء کرام نے عیدین کی نماز کو واجب قرار دیا ہے، جن میں علماء احناف شامل ہیں اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی یہی قول اختیار کیا ہے، اس قول کے قائلین کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عیدین پر مواظبت فرمائی ہے اور کبھی بھی ترک نہیں کی یعنی ایک بار بھی ترک نہیں کی۔

اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کے مندرجہ ذیل فرمان سے بھی استدلال کیا ہے:

{لہذا تو اپنے رب کے لیے نماز ادا کر اور قربانی کر}۔

یعنی نماز عید ادا کر کے بعد میں قربانی کر، اور یہاں پر امر کا صیغہ ہے، اور پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عید میں حاضر ہونے کے لیے گھروں سے باہر نکلنے کا حکم بھی دیا اور جس عورت کے پاس پردہ کرنے کے لیے اوڑھنی اور برقعہ نہ ہو وہ اپنی بہن سے عاریتاً حاصل کر لے۔

اور بعض علماء کرام کہتے ہیں کہ یہ فرض کفایہ ہے خابلاً کا مذہب یہی ہے اور ایک تیسرا گروہ کہتا ہے کہ نماز عیدین سنت مؤکدہ ہے، ان میں مالکیہ اور شافعیہ شامل ہیں، انہوں نے اس اعرابی والی حدیث سے استدلال کیا ہے جس میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بندوں پر پانچ نمازیں ہی فرض کیں ہیں۔

لہذا مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ نماز عیدین میں حاضر ہونے کی خصوصی حرص رکھے اور کوشش کرے، اور نماز عیدین کے وجوب کا قول قوی معلوم ہوتا ہے اور یہی کافی ہے کہ نماز عیدین میں حاضر ہونے میں جو خیر و برکت اور اجر عظیم پایا جاتا ہے اور اس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء اور پیروی بھی ہے۔

وجوب اور صحیح ہونے کی شروط اور نماز عیدین کا وقت :

بعض علماء کرام جن میں حنفیہ اور خابلاً شامل ہیں نے نماز عیدین کے وجوب کے وجہ سے اقامت اور جماعت شرط رکھی ہے، اور بعض کا کہنا ہے کہ اس میں نماز جمعہ والی شروط ہی ہیں صرف خطبہ نہیں، لہذا خطبہ میں حاضر ہونا واجب نہیں ہے۔

جمہور علماء کرام کہتے ہیں کہ نماز عیدین کا وقت دیکھنے کے اعتبار سے سورج ایک نیزہ اونچا ہو جانے پر شروع ہو جاتا ہے اور زاول کے ابتداء تک وقت رہتا ہے۔

نماز عید کا طریقہ :

عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کہنا ہے : نماز عید الفطر اور عید الاضحیٰ دو دو رکعت ہیں یہ قصر نہیں بلکہ مکمل ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی فرمایا ہے جس نے بھی افتراء باندھا وہ ذلیل و رسوا ہوا۔

اور ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر اور عید الاضحیٰ عید گاہ جاتے تو سب سے پہلے نماز ادا کرتے۔

نماز عید کی پہلی رکعت میں سات تکبیریں اور دوسری رکعت میں پانچ تکبیریں ہیں اور تکبیروں کے بعد قرأت ہے۔

عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ : عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی پہلی رکعت میں رکوع کی تکبیر کے علاوہ سات اور دوسری رکعت میں پانچ تکبیریں ہیں۔

اسے ابوداد نے روایت کیا ہے اور سب طرق کے ساتھ یہ روایت صحیح ہے۔

اگر مقتدی امام کے ساتھ تکبیروں کے دوران ملے تو وہ امام کے ساتھ ہی تکبیر کئے اور اس کی اقتداء کرے گا اور اس کی چھوٹی ہوتی زائد تکبیروں کی قضاء نہیں اس لیے کہ وہ سنت ہیں واجب نہیں۔

تکبیروں کے مابین کیا جائے :

حماد بن سلمہ عن ابراہیم کی سند سے مروی ہے کہ ولید بن عقبہ مسجد میں داخل ہوئے تو مسجد میں ابن مسعود، حذیفہ اور ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم موجود تھے، ولید انہیں کہنے لگے عید آگئی ہے اور مجھے کیا کرنا چاہیے، تو ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہنے لگے :

اللہ اکبر کہنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام کہے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کہے، پھر اللہ اکبر کہے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرنے کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام کہے۔۔۔ الخ رواہ الطبرانی۔ یہ حدیث صحیح ہے اور اس کی تخریج ارواء الغلیل وغیرہ میں کی گئی ہے۔

نماز عید میں قرأت :

نماز عید میں امام کے لیے سورۃ ق اور سورۃ القمر پڑھنی مستحب ہے جیسا کہ صحیح مسلم کی مندرجہ ذیل حدیث میں بھی ہے :

عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابو اقد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا کہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی نماز میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیا پڑھا کرتے تھے، تو وہ کہنے لگے : ان میں سورۃ ق والقرآن المجید، اور اقربت الساعۃ وانشق القمر پڑھا کرتے تھے۔ صحیح مسلم حدیث نمبر (891)۔

اور اکثر وارد تو یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جیسے نماز جمعہ میں سورۃ الاعلیٰ اور سورۃ الغاشیہ پڑھا کرتے تھے اس طرح نماز عید میں بھی یہی دو سورتیں پڑھتے تھے۔

نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز عیدین اور نماز جمعہ میں سورۃ الاعلیٰ اور سورۃ الغاشیہ پڑھا کرتے تھے۔ صحیح مسلم حدیث نمبر (878)۔

اور سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عیدین میں (بِسْمِ رَبِّكَ الْأَعْلَىٰ) (بَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ) پڑھا کرتے تھے مسند احمد وغیرہ نے روایت کیا ہے دیکھیں صحیح الارواء الغلیل (116/3)۔

خطبہ سے قبل نماز ادا کرنا :

عید کے احکام میں یہ بھی ہے کہ نماز عید خطبہ سے قبل ادا کی جائے جیسا کہ مسند احمد میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عید والے دن خطبہ سے پہلے نماز عید پڑھائی اور بعد میں خطبہ ارشاد فرمایا۔

دیکھیں مسند احمد حدیث نمبر (1905) اور صحیح میں بھی یہ حدیث موجود ہے۔

اور مندرجہ ذیل ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث بھی اس پر دلالت کرتی ہے کہ خطبہ نماز عید کے بعد ہی ہے :

ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں عید گاہ جاتے تو سب سے پہلے نماز سے ابتدا کرتے اور پھر نماز سے فارغ ہو کر لوگوں کے سامنے کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرماتے اور انہیں وعظ و نصیحت کرتے اور انہیں حکم بھی دیتے اور لوگ اپنی صفوں میں ہی بیٹھے رہتے تھے۔

اور اگر کوئی لشکر بھیجا ہوتا تو اس کی تشکیل بھی کرتے، یا پھر کسی چید کا حکم دینا ہوتا وہ بھی دیتے۔

ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ : لوگ اسی طرح عمل کرتے رہے حتیٰ کہ میں مروان کے ساتھ نکلا ان دنوں مروان مدینہ کا امیر تھا میں عید الفطر یا عید الاضحیٰ میں اس کے ساتھ عید گاہ گیا تو وہاں کثیر بن صلت نے ایک نمبر بنا رکھا تھا اور مروان نے نماز عید ادا کرنے سے قبل ہی اس پر چڑھنا چاہا تو میں نے اس کا کپڑا کھینچا اور اس نے مجھے کھینچا اور وہ نمبر پر چڑھا

اور نماز عید سے قبل ہی خطبہ دیا۔

میں نے اسے کہا اللہ کی قسم تم نے تبدیلی پیدا کر لی ہے، وہ کہنے لگا اے ابوسعید جو کچھ تمہیں علم تھا وہ جاتا رہا، میں نے کہا: اللہ کی قسم میں جو کچھ جانتا ہوں وہ اس سے بہتر ہے جو میں نہیں جانتا، مروان کہنے لگا: لوگ نماز عید کے بعد ہمارے لیے بیٹھتے نہیں تھے تو ہم نے خطبہ نماز سے پہلے شروع کر دیا۔ صحیح بخاری حدیث نمبر (956)۔

دوران خطبہ جانے کی اجازت :

عبداللہ بن سائب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عید میں شریک ہوا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز عید سے فارغ ہوئے تو فرمانے لگے: ہم خطبہ دینے لگے ہیں جو خطبہ سننا پسند کرے وہ بیٹھا رہے اور جو جانا چاہے چلا جائے۔ ارواء الغلیل (96/3)۔

تانیخیر میں عدم مبالغہ :

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی عبداللہ بن بشر رضی اللہ عنہ عید الفطر یا عید الاضحیٰ کے لیے لوگوں کے ساتھ نکلے تو امام کی تانیخیر پر انکار کیا اور فرمانے لگے :

ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے تو اس وقت تک ہم فارغ بھی ہو چکے ہوتے تھے۔۔۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسے تعلقاً روایت کیا ہے۔

عید گاہ میں نفل ادا کرنا :

نماز عید سے قبل اور بعد میں کوئی نفل نہیں ہیں، جیسا کہ مندرجہ ذیل ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث میں ہے :

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم عید کے دن نماز عید کے لیے عید گاہ نکلے اور دو رکعت ادا کی ان سے پہلے اور بعد میں کوئی نماز ادا نہیں فرمائی۔

سنن ابوداؤد حدیث نمبر (1159)۔

یہ تو اس وقت ہے کہ جب عید گاہ یا پھر عام جگہ پر نماز عید ادا کی جائے لیکن اگر لوگ نماز عید مسجد میں ادا کریں تو پھر مسجد میں داخل ہو کر بیٹھنے سے قبل دو رکعت تحیۃ المسجد ادا کریں گے۔

اگر عید کا علم بعد میں دوسرے دن ہو :

ابوعمیر بن انس اپنے انصاری بچپاؤں سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: ایک بار مطلع ابر آلود ہونے کی وجہ سے شوال کا چاند ہمیں نظر نہ آیا تو ہم نے روزہ رکھ لیا، تو دن کے آخر میں ایک قافلہ آیا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر گواہی دی کہ انہوں نے کل چاند دیکھا تھا لہذا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو اس دن کاروزہ کھولنے کا حکم دیا اور کہا کہ وہ دوسرے دن صبح نماز عید کے لیے نکلیں۔

رواہ النخسہ، یہ حدیث صحیح ہے دیکھیں اروائی الغلیل (102/3)

جس شخص کی نماز عید فوت ہو جائے اس کے لیے راجح یہی ہے کہ اس کے لیے قنواء میں دو رکعت ادا کرنا جائز ہے۔

نماز عید میں عورتوں کا حاضر ہونا :

حفصہ رحمہا اللہ بیان کرتی ہیں کہ ہم قریب البالغ اور بالغ عورتوں کو نماز عیدین میں شامل ہونے سے روکا کرتی تھیں، تو ایک عورت آئی اور بنی خلفت کے محل میں ٹھہری اور اپنی بہن سے حدیث بیان کی جس کے خاوند نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر بارہ غزووں میں شرکت کی تھی، وہ بیان کرتی ہے کہ میری بہن بھی ان میں سے چھ غزووں میں اس کے ساتھ تھی

وہ کہتی ہے کہ ہم زخمیوں کی مرہم پٹی اور بیماریوں کی دیکھ بھال کیا کرتی تھیں۔

میری بہن نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ کیا اگر ہم میں کسی ایک کے پاس اوڑھنی نہ ہو اور وہ نہ جائے تو کیا اس پر کوئی حرج ہے؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اس کی سہیلی کو چاہیے کہ وہ اپنی اوڑھنی اسے بھی دے اور وہ بھی مسلمانوں کے ساتھ خیر و بھلائی اور دعائیں شریک کرے، تو جب ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آئیں تو میں نے ان سے پوچھا کہ کیا آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، وہ کہنے لگیں میرا باپ قربان ہو جی ہاں میں نے سنا ہے، وہ جب بھی اس کا ذکر کرتی تو کہتی کہ میرا باپ قربان ہو میں نے اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ وہ فرما رہے تھے:

بالغ اور قریب البالغ عورتیں بھی اور پردہ والیاں بھی یا قریب البالغ اور بالغ اور پردہ اور حیض والیاں بھی مسلمانوں کے ساتھ خیر و بھلائی اور دعائیں شریک ہوں اور حیض والیاں عید گاہ سے دور رہیں۔ صحیح بخاری حدیث نمبر (324)۔

قولہ (عواتق) عاتق کی جمع ہے اور اس لڑکی کو کہا جاتا ہے جو بالغ ہو چکی ہو یا قریب البلوغ ہو، یا پھر شادی کی مستحق ہو چکی ہو یا اسے کہا جاتا ہے جو اپنے گھر والوں کے لیے بہت کریم ہو، یا جو خدمت کے لیے نکلنے کے امتحان سے آزاد کر دی گئی ہو اسے عاتقہ کہا جاتا ہے۔

ایسا محسوس ہوتا ہے کہ پہلے دور یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کے دور کے بعد جو کچھ فساد اور خرابیاں پیدا ہو گئی تھیں اس کی وجہ سے نوجوان لڑکیوں کو باہر نکلنے سے منع کر دیا گیا تھا، لیکن صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس کو نہیں دیکھا بلکہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو جس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں عمل ہوتا تھا کو جی برقرار رکھا اور اس پر عمل پیرا رہے۔

قولہ: (وکانت اختی) اس میں محذوف ہے جس کی تقدیر یہ ہے کہ اس عورت نے کہا کہ میری بہن تھی۔

قولہ: (قالت) یعنی اس بہن نے کہا

قولہ: (من جلباجا) یعنی جس کپڑے کی اسے ضرورت نہیں وہ دوسرے کو عاریتاً دے دے۔

قولہ: (وذوات الخدور) خاء پر پیش ہے اور دال بغیر نقطہ کے خدر کی جمع ہے جس میں خاء پر زیر اور دال پر جزم یعنی ساکن ہے، گھر کے ایک کونے میں پردہ جس کے پیچھے کنواری لڑکی بیٹھا کرتی تھی کو خدر کہا جاتا ہے۔

قولہ: (فالیحض) خاء پر پیش اور یاء پر شد ہے اور حاض کی جمع ہے جس کا معنی ہے لڑکیوں میں سے بالغ لڑکیاں یا پھر حیض والیاں باوجود اس کے وہ ناپاک ہیں۔

قولہ: (ویعتزل الحیض المصلی) ابن منذر حمد اللہ تعالیٰ کہتے ہیں ان کے علیحدہ رہنے میں حکمت یہ ہے کہ وہ نماز پڑھنے والیوں کے ساتھ بغیر نماز پڑھے کھڑی رہیں تو اس حال میں توہین ہے لہذا اس وجہ سے ان کا علیحدہ رہنا مستحب ہوا۔

حیض والیوں کو عید گاہ سے دور رہنے کا سبب یہ بھی ہے کہ: غیر کسی حاجت اور ضرورت اور نہ ہی نماز کے مردوں کے لیے عورتوں کا مقارنہ کرنے سے احتراز کرنا اور بچنا، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان کے خون اور بوسے دوسروں کو اذیت نہ پہنچے۔

اور حدیث میں ہر ایک کو عید میں شامل ہونے اور عید گاہ جانے پر ابھارا گیا ہے اور اس میں نیکی اور بھلائی اور تقویٰ پر ایک دوسرے کا تعاون اور مواساة کرنے کی ترغیب دی گئی ہے، اور حدیث میں یہ بھی ہے کہ حائضہ عورت بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ چھوڑے اور نہ ہی خیر و بھلائی والی جگہوں میں جانا ترک کرے مثلاً علم اور ذکر کی مجالس لیکن مساجد میں نہیں، اور حدیث میں یہ بیان ہے کہ عورت اور حائضہ کے بغیر نہیں نکل سکتی۔

اور حدیث میں بہت سے فوائد ہیں جن میں یہ بھی ہے کہ: نوجوان اور پردے والی عورتیں باہر نہ نکلیں صرف جہاں انہیں اجازت دی گئی ہے وہاں جائیں، حدیث میں عورت کے لیے اور حائضہ اور برقعہ بنانے کا بھی استحباب پایا جاتا ہے، اور حدیث میں یہ بھی ہے کہ کپڑے عاریتاً حاصل کیے جاسکتے ہیں۔

اس حدیث سے نماز عید کے وجوب کی دلیل بھی لی گئی ہے۔۔ ابن ابی شیبہ نے بھی ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بیان کیا ہے کہ وہ نماز عید کے لیے اپنے گھر والوں میں سے جو بھی جانے کی استطاعت رکھتا لے کر جاتے تھے۔

ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث میں اس حکم کی علت بھی بیان کی گئی ہے کہ وہ مسلمانوں کی دعا اور خیر و بھلائی اور اس دن کی برکت اور پاکی حاصل کرنے کے لیے شمولیت کریں۔ امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی سنن میں حدیث ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ذکر کرنے کے بعد کہا ہے کہ:

بعض اہل علم نے اس حدیث پر عمل کرتے ہوئے عورتوں کو نماز عیدین میں عید گاہ جانے کی اجازت دی ہے، اور کچھ علماء کرام نے اسے مکروہ جانا ہے، اور عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ سے مروی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ آج عورتوں کا نماز عیدین کے لیے جانا مکروہ سمجھتا ہوں۔

لیکن اگر عورت ضرور ہی نکلنا چاہے تو اس کا خاوند اسے اجازت دے دے اور اسے بھی پارہ ہو کر نکلنا چاہیے اور بغیر زیب و زینت کے نکلے، اگر وہ اس طرح نکلنے سے انکار کر دے تو اس کے خاوند کو حق حاصل ہے کہ اسے عید گاہ جانے کی اجازت ہی نہ دے اور اسے جانے سے روک دے۔

عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ: وہ بیان کرتی ہیں اگر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وہ کچھ دیکھ لیتے جو آج کل عورتوں نے کرنا شروع کر دیا ہے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم انہیں مسجد جانے سے ہی روک دیتے، جیسا بنی اسرائیل کی عورتوں کو منع کر دیا گیا تھا۔

اور سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ سے مروی ہے کہ انہوں نے آج کل عورتوں کا نماز عید کے لیے نکلنا مکروہ کہا ہے۔ سنن ترمذی حدیث نمبر (495)۔

ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کچھ مدت بعد اوپر بیان کی گئی حدیث کا ہی فتویٰ دیا جیسا کہ اس حدیث میں بھی ہے اور صحابہ کرام میں سے کسی ایک نے بھی اس کی مخالفت نہیں کی، اور عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہ کہنا کہ:

اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم دیکھ لیتے کہ عورتوں نے کیا کچھ کرنا شروع کر دیا ہے تو وہ انہیں مسجدوں میں جانے سے ہی روک دیتے، یہ اس سے معارض نہیں (جب تک عورت شرعی شروط کو مدنظر رکھتے ہوئے باہر نکلے) اولیٰ اور بہتر یہ ہے کہ انہیں نکلنے کی اجازت دی جائے جس سے اور جس پر فتنہ کا خدشہ نہ ہو اور نہ ہی اس کے جانے سے کوئی شرعی محذور پیدا ہو، اور راستوں اور مساجد میں مردوں سے ازدحام نہ ہو تو پھر۔

اور مرد پر ضروری ہے کہ وہ عورت کا نماز کے لیے گھر سے نکلنے وقت خیال رکھے کہ وہ مکمل پارہ ہو کر نکلے، اس لیے کہ وہ سر براہ ہے اور اپنی رعایا کے بارہ میں جوابدہ ہے، لہذا عورتیں نہ تو بے پردہ ہو اور نہ ہی زیب و زینت کر کے نکلیں بلکہ سادگی سے نکلیں اور نہ ہی وہ خوشبو استعمال کریں۔

اور حائضہ عورت مسجد میں داخل نہیں ہوگی اور نہ ہی عید گاہ میں بلکہ یہ ممکن ہے کہ وہ گاڑی وغیرہ میں ہی خطبہ سننے کے لیے انتظار کرے اور دعا میں شریک ہو۔

عید کے آداب :

غسل کرنا :

نماز عید کے لیے نکلنے سے قبل غسل کرنا عید کے آداب میں شامل ہے، امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے موطا میں بیان کیا ہے کہ : عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عید الفطر کے دن عید گاہ جانے سے قبل غسل کیا کرتے تھے۔ دیکھیں الموطا حدیث نمبر (428)۔

اور سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے ثابت ہے کہ انہوں نے فرمایا (عید کی تین سنتیں ہیں پیدل چلنا، غسل کرنا، اور نکلنے سے قبل کھانا) یہ سعید بن جبیر رحمہ اللہ کی کلام ہے ہوسکتا ہے انہوں نے بعض صحابہ کرام سے اخذ کی ہو۔

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے نماز عید کے لیے غسل کرنے پر علماء کرام کا اتفاق ذکر کیا ہے۔

اور جس سبب کی بنا پر جمعہ اور دوسرے اجتماعات کے لیے غسل کرنا مستحب ہے وہ سبب عید میں بھی موجود ہے اور ہوسکتا ہے کہ عید میں زیادہ واضح ہو۔

عید کے لیے نکلنے سے قبل کھانا :

یہ بھی آداب میں شامل ہے کہ نماز عید الفطر کے لیے نکلنے سے قبل کچھ کھجوریں کھالی جائیں، کیونکہ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بیان کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر کے دن نماز کے لیے کچھ کھجوریں کھانے سے قبل نہیں نکلتے تھے، آپ طاق کھجوریں کھاتے تھے۔ صحیح بخاری حدیث نمبر (953)۔

نماز عید سے قبل کھانا اس دن میں روزے رکھنے کی نہی مبالغہ کے لیے مستحب کیا گیا ہے اور اس میں افطار کرنے اور انتہائے صیام کی علامت ہے، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ علت بیان کی ہے کہ یہ روزے میں زیادتی کا سد ذریعہ کے لیے ہے، اور اس میں اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل بھی ہے۔ دیکھیں فتح الباری (2/446)

اور جو شخص کھجوریں نہ پائے تو اسے کوئی بھی مباح چیز کھا لینی چاہیے۔

لیکن عید الاضحیٰ میں مستحب اور سنت یہ ہے کہ وہ نماز عید سے قبل کچھ نہ کھائے بلکہ قربانی کر کے اس میں سے کچھ کھائے۔

عید کے دن تکبیریں کننا :

عید والے دن تکبیریں کننا ایک عظیم سنت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

{اور تاکہ تم گنتی مکمل کرو اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہدایت پر اس کی بڑائیاں بیان کرو اور اس کا شکر ادا کرو}۔

اور ولید بن مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں : میں نے امام اوزاعی اور مالک بن انس رحمہم اللہ تعالیٰ سے عید میں تکبیریں اونچی آواز میں کننے کے بارہ میں پوچھا تو ان کا جواب تھا : جی ہاں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ بھی امام کے نکلنے تک اونچی آواز میں تکبیریں کہتے تھے۔

اور ابو عبد الرحمن بن سلمیٰ سے صحیح ثابت ہے کہ انہوں نے کہا : (عید الفطر میں عید الاضحیٰ کی بنسبت زیادہ شدید تھے) و کعب رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے کہ یعنی وہ تکبیریں کننے میں۔ دیکھیں ارواء الغلیل (3/122)۔

اور دارقطنی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن نماز کے لیے نکلے تو عید گاہ جانے تک تکبیریں کہنے کی کوشش میں مصروف رہتے اور پھر وہاں بھی امام کے آنے تک تکبیریں کہتے رہتے تھے۔

اور ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے امام زہری سے صحیح سند کے ساتھ بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا: لوگ جب اپنے گھروں سے نکلے تو عید گاہ تک تکبیریں کہا کرتے تھے اور وہاں بھی امام کے آنے تک تکبیریں کہتے رہتے اور جب امام آجاتا تو وہ خاموش ہو جاتے اور جب امام تکبیر کہتا تو لوگ بھی تکبیر کہتے تھے۔ دیکھیں ارواء الغلیل (121/2)۔

سلف صالحین کے ہاں گھروں سے نکلنے اور عید گاہ پہنچ کر بھی امام کے آنے تکبیریں کہنا معروف و مشہور بات تھی اور بہت سی کتابوں کے مضمونوں نے اسے سلف رحمہم اللہ سے نقل بھی کیا ہے مثلاً ابن ابی شیبہ، اور عبدالرزاق، اور امام فریابی نے اپنی کتاب "احکام العیدین" میں بھی نقل کیا ہے۔

ان میں سے نافع بن جبیر رحمہ اللہ تعالیٰ تکبیریں کہا کرتے تھے اور لوگوں کے تکبیریں نہ کہنے پر تعجب کا اظہار کرتے اور کہتے تھے تم تکبیریں کیوں نہیں کہتے۔

اور ابن شہاب الزہری رحمہ اللہ تعالیٰ کہا کرتے تھے: لوگ جب اپنے گھروں سے نکلے تو امام کے آنے تک تکبیریں کہتے رہتے تھے۔

عید الفطر میں تکبیروں کا وقت چاند رات سے لیجر نماز عید کے لیے امام کے آنے تک رہتا ہے۔

تکبیر کے الفاظ اور طریقہ:

مصنف ابن ابی شیبہ میں ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے صحیح سند کے ساتھ وارد ہے کہ:

ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما ایام تشریق میں تکبیریں کہا کرتے تھے اور کہتے:

اللہ اکبر اللہ اکبر لا إله إلا الله والله أكبر الله أكبر والله أكبر

اللہ بہت بڑا ہے اللہ بہت بڑا ہے، اللہ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں، اللہ بہت بڑا ہے اللہ ہی کی حمد و ثنا ہے۔

اور ابن ابی شیبہ نے یہ روایت ایک جگہ اسی سند سے تکبیر کے الفاظ تین بار نقل کیے ہیں۔

اور محامی نے بھی صحیح سند کے ساتھ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بیان کیا ہے:

اللہ اکبر کبیر اللہ اکبر کبیر اللہ اکبر وأجل، اللہ اکبر والله أكبر

اللہ تعالیٰ بہت ہی بڑا ہے اللہ تعالیٰ بہت ہی بڑا ہے، اللہ بڑا اور اجل ہے اللہ بڑا ہے اور اللہ ہی کی حمد و ثنا ہے۔ دیکھیں الارواء الغلیل (126/3)۔

عید کی مبارکباد:

عید کے آداب میں مبارکباد بھی شامل ہے، اور لوگ آپس میں ایک دوسرے کو اس کی مبارکباد دیتے ہیں اس کے الفاظ جو بھی ہوں مثلاً کچھ لوگ تو یہ کہتے ہیں اللہ ہمارے اور آپ کے

اعمال قبول فرمائے، یا کچھ عید مبارک کے الفاظ بولتے ہیں، اور اس طرح کے دوسرے الفاظ جو مبارکباد کے لیے مباح ہوں بولے جاسکتے ہیں۔

جبیر بن نفیر بیان کرتے ہیں کہ: جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک دوسرے سے ملاقات کرتے تو ایک دوسرے سے کہتے اللہ تعالیٰ ہمارے اور آپ کے اعمال قبول فرمائے۔ اس کی سند حسن ہے دیکھیں فتح الباری (446/2)

لہذا صحابہ کرام کے ہاں مبارکبادی معروف تھی اور اہل علم نے بھی اس کی اجازت دی ہے اس میں امام احمد وغیرہ بھی شامل ہیں، اور روایات ایسی بھی ہیں جو تہواروں پر مبارکبادی کی مشروعیت پر دلالت کرتی ہیں اور صحابہ کرام کا خوشی کے موقع پر ایک دوسرے کو مبارکباد دینا بھی وارد ہے مثلاً کسی کی توبہ قبول ہوتی تو صحابہ کرام اسے مبارکباد دیتے تھے۔

اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ مبارکباد دینا مکارم اخلاق اور مسلمانوں کے مابین اجتماعی محاسن کی مظہر ہے۔

اور مبارکباد کے موضوع میں کم از کم یہ ہے کہ جو آپ کو عید کی مبارکباد دے اسے آپ بھی مبارک دیں یعنی جو عید مبارک کہے آپ بھی اسے عید مبارک کہیں، اور اگر وہ خاموشی اختیار کرتا ہے تو آپ بھی خاموش رہیں جیسا کہ امام احمد رحمہ اللہ کہتے ہیں: اگر مجھے کوئی مبارکباد دے تو میں اسے جواب میں مبارکباد دوں گا اور اگر نہ دے تو میں خود اس کی ابتداء نہیں کروں گا۔

عیدین کے لیے خوبصورتی اور تزئین کرنا:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بازار میں ایک ریشمی جبہ بچتا دیکھا تو اسے لیکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے: اے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اسے خرید لیں اور عید اور وفود کی ملاقات کے وقت پہنا کریں، تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا یہ اس کا لباس ہے جس کا کوئی حصہ نہ ہو --- صحیح بخاری حدیث نمبر (948)۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خوبصورتی اور تجمل اختیار کرنے کو اقرار کیا لیکن انکار صرف اس جبہ کو خریدنے پر کیا تھا اس لیے کہ یہ ریشمی تھا۔

اور جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک جبہ تھا آپ وہ جبہ عیدین اور جمعہ کے دن زیب تن کیا کرتے تھے۔ دیکھیں صحیح ابن خزیمہ حدیث نمبر (1765)۔

اور امام بیہقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے صحیح سند کے ساتھ بیان کیا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما عید کے لیے سب سے زیادہ خوبصورت لباس زیب تن کیا کرتے تھے۔

اس لیے انسان کو چاہیے کہ عید کے موقع پر اپنے پاس موجود سب سے خوبصورت لباس زیب تن کرے۔

لیکن عورتوں کو نماز عید کے لیے جاتے وقت زیب و زینت اور خوبصورتی اختیار نہیں کرنی چاہیے اس لیے کہ انہیں اجنبی مردوں کے سامنے اس کے اظہار سے روکا گیا ہے، اور اسی طرح گھر سے باہر جانے والی عورت کے لیے خوشبو لگانا بھی حرام ہے۔

یا پھر وہ پرفتن ہو کر مردوں کے سامنے آئے کیونکہ وہ تو صرف عبادت اور اطاعت کرنے نکلی ہے، کیا آپ یہ مان سکتے ہیں کہ کسی بھی مومنہ عورت سے جو اطاعت کرنے نکلی ہو معصیت کا ارتکاب ہو اور اللہ کے احکام کی مخالفت کرتے ہوئے تنگ اور چست قسم کا لباس زیب تن کرے یا پھر ایسے بھڑکیلے رنگ کا لباس پہنے جو جاذب نظر ہو یا نظروں کو اپنی طرف مبذول کروانے والا ہو یا پھر خوشبو لگائے۔

عید کا خطبہ سننے کا حکم:

ابن قدامہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب "الکافی" میں کہا ہے:

جب نماز عید سے سلام پھیرے تو خطبہ جمعہ کی طرح دو خطبے دے، اس لیے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے، اور خطبہ جمعہ میں چار اشیاء کا فرق ہے۔۔۔ پھر کہا کہ:

چوتھا: یہ دونوں (یعنی عید کے خطبے) سنت ہیں ان کا سننا واجب نہیں اور نہ ہی ان میں خاموشی شرط ہے، اس لیے کہ عبداللہ بن سائب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز عید میں حاضر ہوا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب نماز مکمل کر لی تو فرمانے لگے:

ہم خطبہ دینے لگے ہیں جو سننا چاہے وہ بیٹھ جائے اور جو جانا چاہتا ہے وہ چلا جائے۔ دیکھیں: الکافی صفحہ نمبر (234)۔

اور امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب شرح المہذب کی شرح المجموع صفحہ نمبر 23 میں لکھتے ہیں:

لوگوں کے لیے خطبہ سننا مستحب ہے، نماز عید کی صحت کے لیے خطبہ سننا شرط نہیں، لیکن امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں: اگر کسی نے عید یا چاند گرہن اور نماز استسقاء یا حج کا خطبہ نہ سنا یا اس میں بات چیت کی یا پھر اسے چھوڑ کر ہی چلا گیا تو میں اسے مکروہ سمجھتا ہوں اور اس پر اعادہ نہیں ہے۔

اور شرح الممتع میں شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں:

قولہ: {جمعہ کے دونوں خطبوں کی طرح} یعنی وہ دو خطبے دے اس میں جو اختلاف تھا وہ ابھی ہم بیان کر کے آئیں ہیں، مثلاً جمعہ کے خطبے احکام میں حتیٰ کہ بات چیت کی حرمت میں بھی مختلف ہیں، اور نہ ہی اس میں حاضر ہونا واجب ہے، لہذا خطبہ جمعہ میں حاضر ہونا واجب ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

{اے ایمان والو جب نماز جمعہ کی اذان ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف چلے آؤ اور خرید و فروخت ترک کر دو}۔

لیکن عید کے خطبے میں حاضر ہونا واجب نہیں ہے، بلکہ انسان اگر چاہے تو اسے وہاں سے جانے کی اجازت ہے، لیکن اگر وہ وہاں موجود رہے تو پھر اس پر واجب ہے کہ وہ کسی سے بھی بات چیت نہ کرے اور مصنف رحمہ اللہ کا قول (جمعہ کے خطبے کی طرح) میں اسی طرف اشارہ ہے۔

دیکھیں الشرح الممتع علی زاد المستقنع (192/5)۔

اور بعض اہل علم کا کہنا ہے کہ عید کے خطبوں میں خاموشی واجب نہیں ہے، اس لیے کہ اگر خاموشی واجب ہوتی تو پھر حاضر ہونا بھی واجب ہوتا اور وہاں سے جانا حرام، لہذا جس طرح خطبے سے جانا جائز ہے تو پھر سننا بھی واجب نہیں ہوگا۔

لیکن اس قول کی بنا پر یہ ہے کہ اگر کلام سے حاضرین کو تنگی اور تشویش ہوتی تو تشویش کی وجہ سے کلام ہوتی نہ کہ سننے کی بنا پر، تو اس بنا پر نماز عید کے خطبے میں اگر کسی کے پاس کوئی کتاب ہو تو وہ اسے پڑھ سکتا اور اس کا مطالعہ کرنا جائز ہے، اس لیے کہ اس سے حاضرین کو کوئی تشویش اور تنگی نہیں ہوتی۔